بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-5
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلہ]
15-26 (2019ء)

*احسان اللہ **پروفیسر ڈاکٹر عبدالعلی اچکزئی

(مسئلہ تکفیر) کسی شخص پر کفر کا فتوی لگانے کے شرعی اصول وشرائط

ABSTRACT: The word excommunication means to exclude a Muslim from prescribed boundary of Islam.non of us have the authority of excommunicated any one from Islam except Allah almighty and his beloved prophet Mohammad (PBUH).because the act of excluding a Muslim, belongs to the orders of Allah (the foundation of Which is Quran) and Sunnah therefore drastic care should be taken in this regard and the one and only would be called as disbeliever if confirmed in the light Quran and Sunnah. Basically any Muslim will be called as Muslim until and unless he is acting openly upon the rules and regulation of Islam. A Muslim would be considered as disbeliever if proclaimed blasphemy intestinally.

کلیدی الفاظ: تکفیر، استحلال، استہزاء، استخفاف، ضروریات دین، تاویل

* ریسرچ اسکالر ڈپارٹمینٹ آف اسلامک اسٹڈیز بلوچستان یونیورسٹی۔
** رئیس کلیہ علوم اسلامی، بلوچستان یونیورسٹی۔

مقدمہ:

تکفیر کے سلسلے میں ہمارے معاشرے میں بہتا فراط و تفریط پائی جاتی ہے ایک طرف وہ لوگ ہیں جو معمولی اختلاف کی وجہ سے دوسروں پر کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں۔ اور اس طرف خیال نہیں کرتے کہ کسی شخص پر کفر کا فتویٰ لگانا کتنا بڑا جرم ہے۔ اور دوسرے انتہا پر وہ لوگ ہیں جو کہ خواہ کوئی شخص کتنا ہی کافرانہ عقائد رکھتا ہو اس کو بھی مسلمان کہتے ہیں مثلاً قادیانی اور حدیث کے منکرین وغیرہ یہ دونوں افراط و تفریط کے شکار ہیں۔ اس کے برخلاف ایک راستہ اعتدال کا ہے جو صحیح راستہ ہے مسئلہ تکفیر کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس کا مفہوم بیان کیا جائے گا تکفیر کفر سے ہے۔

کفر کے لغوی مفہوم:

زبیدی نے کفر کا معنیٰ ان الفاظ میں کیا ہے۔

الکفروبالضم ضدالإیمان ویفتح بالفتح مصدر کفر بمعنیٰ الستر[1]

ترجمہ: کفر ضمہ کے ساتھ ایمان کا ضد ہے اور اگر ''ک'' پر فتحہ ہو تو مصدر بنتا ہے جس کا معنی ہے چھپانا۔

یعنی جب کفر کے "کِ" پر ضمہ ہو تو مطلب ہے ایمان کا ضد اور اگر "کِ" پر فتحہ ہو تو فتحہ کے ساتھ کَفر مصدر بنتا ہے جس کا معنی چھپانا اسی طرح

کفر وفی مقابلہ الإیمان سترالحق[2]

یعنی کفر جب ایمان کے مقابلے میں بولا جائے تو معنیٰ ہے حق کو چھپانا۔

اسی طرح صاحب لسان کے نزدیک کفر کا لغوی معنیٰ ہے

کفر نعمتہ اللہ ، جحدھا ، ستر ھا[3]

ترجمہ: کفر نعمت کا انکار کرنا، انکار، چھپانا،۔

کفر کی اصطلاحی تعریف:

امام ابو بکر الباقلانی المالکیؒ (المتوفی ۴۰۳ھ) کفر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

الکفر ھو ضد الإیمان وھو الجھمل بااللہ عزوجل التکذیب بہ الساتر لقلب الإنسان عن العمل بہ[4]

ترجمہ: کفر ایمان کا ضد ہے جو کہ اللہ تعالی کے بارے میں جہل اور اس کی تکذیب کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان کا دل اللہ تعالی کے بارے میں کچھ جاننے سے مستور رہے۔

محمد اعلیٰ تھانوی لکھتے ہیں۔

عدم تصدیق الرسول فی بعض ماعلم مجیئہ بہ من عند اللہ ضرورۃ [۵]

ترجمہ: رسول ﷺ نے جن واضح باتوں کو لایا ہے ان میں سے بعض کی تکذیب کرنا۔

تکفیر کی اصطلاحی تعریف:

تکفیر کا مطلب یہ ہے کہ جب مفتی قرآن وحدیث اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں کسی کو کافر قرار دیں اس کو تکفیر کہا جاتا ہے۔

تکفیر کی وجوہات:

انسان تین بنیادی وجوہات کی بنا پر کافر ہو جاتا ہے۔

تکفیر کی پہلی وجہ (اعتقاد):

کبھی کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے جو اسلام کے بالکل مخالف ہو اکثر اوقات اسلام کا کوئی بنیادی اور ضروری عقیدہ ہوتا ہے جس پر اسلام لانا ضروری ہوتا ہے اور کوئی شخص اس میں دورائے ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کبھی کوئی شخص ایسا قول وفعل اختیار کرتا ہے جس کی بنیاد پر فقہاء کرام اس کو کافر قرار دیتے ہیں قول وعمل میں ذرا تفصیل ہے جو آگے بیان کریں گے۔

تکفیر کی دوسری (قول) اور تیسری (عمل) وجہ:۔

فقہاء کرام نے قول وعمل سے کفر صادر ہونے کو کتابوں میں بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں قول سے متعلق فقہ کے اکثر کتابوں میں کلمات کفر کے عنوان سے الگ ایک مستقل باب ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ قول وعمل سے جو کفر صادر ہوتا ہے وہ تین امور ہیں جو علامہ بدر رشید نے بیان کیے ہیں۔

وما اوردت الدلائل لان دلائلھا لا تخلو من احدی الثلاثۃ، اما بالإستھزاء أو بالإستخفاف أو بالإستحلال [۶]

ترجمہ: میں نے اس کتاب میں دلائل ذکر نہیں کئے کیونکہ دلائل یہی تین امور ہی ہیں۔

۱۔ استحلال

۲۔ استہزاء

۳۔ استخفاف۔

ا۔ استحلال:

حل سے مشتق ہے معنی ہے کھولنا- جیسے عرب کہتے ہیں"حل العقد" 7اس نے گروہ کھولا-استحلال باب استفعال سے مصدر ہے، معنٰی ہے کسی چیز کو حلال سمجھنا یاخیال کرنا یعنی جن کاموں کو شریعت نے منع کیا ہے اس کو حلال سمجھنا۔

استحلال کا حکم:

شریعت اسلام نے جن امور کو گناہ قرار دیا ان پر گناہ کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے عملاً اس کام سے اپنے آپ کو بچانا ہے، اگر انسان سے کوتاہی ہو کر کے اس کام کو انجام دیا تو گناہ گار ہے گا، اگر خدانخواستہ اس کام کو حلال سمجھا تو کافر ہو جاتا ہے-یعنی یہ شریعت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ استحلال کے شرائط درج ذیل ہیں۔

پہلی شرط مسئلہ کا علم ہونا:-

استحلال کی پہلی شرط ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی گناہ کو حلال سمجھا-اگر اس مسئلہ کا علم ہے اس کو کہ یہ کام گناہ ہے پھر بھی اس نے حلال جانا تو وہ کافر ہو جاتا ہے-اگر اس شخص کو یہ پتہ نہیں ہے کہیہ شریعت کا کوئی حکم ہے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا جیسے کہ علامہ فرہاریؒ شرح العقائدکیحاشیہ میں لکھتے ہیں کہ کوئی شخص حرام سودا بیچ رہا تھا اور وہ اس کو حلال سمجھ رہا تھا اور اس کو اس کا علم نہیں تھا کہ یہ حرام ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

لتذوج السلعه اور بحکم الجهل أو عدم العلم بکونه حراما لایکفر لعدم تکذیب الشارع [8]

ترجمہ: سودا بیچنے کے لئے، جہالت کی وجہ سے یا حرمت کے علم نہ ہونے کی وجہ سے حرام کو حلال کہنے والے کی تکفیر اس لئے نہیں کی جاتی کہ اس نے کہ اس نے (دراصل) شارع کی تکذیب ہی نہیں کی-

اسی طرح اس بارے میں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ بحر الرائق میں لکھتے ہیں۔

ولا بقوله الحرام هذا حلا ل من غير اأنيعتقده فلا يكفر۔ [9]

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی حرام کو کہے کہ یہ حلال ہے لیکن عقیدہ نہ رکھے تو کافر نہیں ہو گا-

اسی طرح علامہ ابن نجیمؒ نے اپنی دوسری کتاب "الا اشباہ الانظائر "میں نقل کیا ہے۔

ظن لجحله اأن مافعله من المحظورات حلال له، فإن كان مما يعلم من
دين النبى □ ضرورة كفروإلافلا [۱۰]

ترجمہ: اگر کسی نے اپنی جہالت کی وجہ سے گمان کیا کہ جن محرمات کا اس نے ارتکاب کیا ہے وہ حلال ہیں تو اگر یہ محرمات ضروریات دین میں سے ہو تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

ضروریات دین کا مطلب ہے شریعت کے جو واضح احکام ہیں جن کا عام شخص کو بھی پتہ ہے اگر ان میں سے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ یہ مسئلہ اس شخص کو بھی پتہ ہے تو کافر ہو جائے ورنہ نہیں۔ یعنی خلاصہ کہ یہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کو حلال سمجھتا ہے اور اس کو اس بات کا علم ہے کہ یہ شریعت میں گناہ ہے تو کافر ہو جائے گا اگر وہ لاعلم ہے اس کو پتہ نہیں کہ یہ شریعت کا حکم ہے تو مطلق صرف کہنے سے یا سمجھنے سے وہ کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح استحلال تاویل کے ساتھ نہ ہو۔

دوسری شرط استحلال تاویل کے ساتھ نہ ہو:۔

استحلال میں تاویل یہ ہے کہ اگر کسی حکم کے بارے میں قرآن یا حدیث میں کوئی لفظ آیا ہے وہ جس مقصد کے لئے آیا ہے اس لفظ کی دوسری تشریح کرنا یا دوسرے معنی پر محمول کرنا کسی دلیل کی بنیاد پر۔ یہ استحلال میں تاویل کہلاتا ہے۔ تو اگر کوئی شخص کسی دلیل کی بنا پر حرام کو حلال کہتا ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ گناہ گار ہوتا ہے۔ اس کا دلیل یہ واقعہ ہے جو امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ صحابیؓ رسول حضرت قدامہ بن معظون کا نقل کیا ہے "کہ اس صحابیؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی۔

لَيْسَ عَلَي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُ االصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا-الخ [۱۲]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر گناہ نہیں جو کچھ پہلے کھا چکے۔

تو حضرت قدامہؓ بن معظون نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ جو مسلمان شراب نوشی کرے اس پر حد نہیں لگائی جائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ تو نے اس آیت کی غلط تاویل کی تو حضرت عمر نے اس پر حد جاری کیا۔ اس سے معلوم ہوا کسی معصیت کو حلال سمجھنا تاویل کے ساتھ گناہ گار ہے کافر یا مرتد نہیں ہوتا کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس سے نہ قتل کیا اور نہ ارتداد کی وجہ سے اسے دوبارہ اسلام کی دعوت دی اس سے معلوم ہوا کہ وہ نہ مرتد ہوا نہ کافر۔ حد جاری کرنے کے وقت دوسرے صحابہؓ بھی موجود تھے اور وہ اس حد پر خاموش تھے تو اس کا مطلب ہے کہ ایک طرح صحابہؓ کا اس پر اجماع سکوتی بھی ہو گیا۔ اسی طرح

خوارج بھی باطل تاویل کر کے مسلمانوں کا مال لوٹنے اور ان کو قتل کرنے کو حلال سمجھتے تھے لیکن جمہور علماء نے اس کو کافر نہیں کہا بشرطیکہ وہ تاویل قطعی ثبوت اور متواتر نہ ہو۔

تیسری شرط معصیت کا قطعی ثبوت نہ ہونا:-

اس طرح جو شخص کسی گناہ کو حلال سمجھ رہا ہے وہ اگر قطعی ثبوت نہ ہو تو کافر نہیں ہو جاتا ہے مثلا مکروہ تحریمی قطعی الثبوت نہیں ہے اگر کوئی مکروہ تحریمی کو حلال سمجھے تو کافر نہیں ہوتا اسکے بارے میں علامہ قاسم قونویؒ فرماتے ہیں۔

والمکرو ماثبت النھی فیہ مع العارض ، و حکمہ الثو اب بترکہ و خوف العقاب بالفعل ، وعدم کفر بالا ستحلال[۱۳]

ترجمہ: مکروہ وہ حکم ہے جس کی ممانعت ثابت ہو مگر ساتھ کوئی عارض بھی ہو اس کا حکم یہ ہے کہ چھوڑنا ثواب ہے اور کرنے کی صورت میں سزا کا اندیشہ ہے اور حلال سمجھنا کفر نہیں ہے۔ مکروہ تحریمی کو حلال کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا لیکن حرام لعینہ کو حلال جاننا کفر ہے۔ حرام کی دو قسمیں ہیں۔ حرام لعینہ اور حرام لغیرہ۔

چوتھی شرط حرام لعینہ اور حرام لغیرہ کو حلال سمجھنا:-

حرام لعینہ:-

حرام لعینہ وہ ہے جو اپنی ذات سے حرام ہو جیسے شراب پینا، مردار کھانا۔ حرام لعینہ کو حلال سمجھنے والا تمام فقہاء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے مثلا سود، زنا، ناحق قتل، جھوٹ وغیرہ البتہ حرام لغیرہ کو حلال سمجھنے والے کے کفر میں فقہاء کا اختلاف ہے جو درج ذیل ہے۔

حرام لغیرہ:-

حرام لغیرہ وہ ہے جو اپنی ذات سے تو حرام نہ ہو کسی غیر وصف کے ملنے سے اس کام میں حرمت پیدا ہوتی ہو۔ مثلا اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز کام ہے لیکن حالت حیض ایک غیر وصف ہے اس غیر وصف کے ملنے کی وجہ سے حالت حیض میں جماع کرنا حرام لغیرہ ہے۔

حرام لغیرہ کے بارے میں فقہائے کرام کی آراء:-

فقہائے احناف میں سے امام سرخسیؒ، علامہ ابن مازہؒ، علامہ موصلی، علامہ ابن الہام وغیرہ کے نزدیک حرام لغیرہ کا انکار کرنا اور اس کو مباح سمجھنا بھی کفر ہے جبکہ علامہ طاہر بن عبد الرشید اور علامہ حصکفیؒ کے نزدیک حرام لغیرہ کو مباح سمجھے والا کافر نہیں ہوتا، دبر میں وطی حرام لغیرہ ہے۔

اس بارے میں علامہ حصکفیؒ کہتے ہیں۔

وطوھا (یکفر مستحلہ) کما جزم بہ غیر واحد، وکذا مستحمل وطء الدبر عند الجمھور مجتب وقیل لا یکفر فی المسئلتین، وھو الصحیح خلاصہ (وعلیہ المعلول) لانہ حرام لغیرہ۔[14]

ترجمہ: حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کو حلال سمجھنے والے کو کافر کہا جائے گا جیسا کہ ایک سے زاہد فقہائے کرانے جزم کے ساتھ فرمایا ہے اور جمہور کے نزدیک دبر میں وطی کو حلال سمجھنے والے کا بھی یہی حکم ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ ان دونوں صورتوں میں تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ دونوں کام حرام لغیرہ ہے۔

علامہ حصکفی کے نزدیک حرام لغیرہ کو حلال کہنے والا کافر نہیں ہوتا۔اسی طرح
علامہ تفتازانی لکھتے ہیں۔

لایکفر بان یکون حرمتہ لغیرہ أو ثبت بدلیل ظنی [15]

اگر حرمت لغیرہ ہو یا دلیل ظنی سے ثابت ہو تو کافر نہیں ہو گا۔

راجح بات:۔

تکفیر کا دارومدار شریعت کی تکذیب پر ہے یہاں بھی حرام لغیرہ کو حلال سمجھنا گویا کہ شریعت کو جھٹلانا ہے تو معلوم ہوا حرام لغیرہ کو حلال سمجھنا بھی کفر ہے جیسا کہ علامہ عبد العزیز فرہاری فرماتے ہیں۔

ثم المختاران المعیصتہ اعلم من ان تکون بعینھا کأ کل الدم او بغیرہ یا کأ کل المسروق [16]

ترجمہ: پسندیدہ بات یہ ہے کہ معصیت عام ہے چاہئے بعینیہ معصیت ہو جسے خون کھانا یا بغیرہ ہو جسے چوری کی ہوئی چیز کھانا دونوں معاصی کو حلال سمجھنا کفر ہے۔اسی طرح ضروریات دین کے انکار سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

چھٹی شرط ضروریات دین کا انکار کرنا:۔

ضررویات کا دین لغوی معنی:۔

ضروریات: ضرورت کی جمع ہے جس کا مطلب لازمی لیکن منطق اور کلام میں ضروری کا الگ مفہوم ہے منطق میں ضرورت کا مطلب بدیہی اور واضح ہے علم الکلام میں مطلب ہے واضح جو کسی دلیل کا محتاج نہ ہو۔ جیسے کہ معجم المصطلحات میں ہے۔

الضروری : مایحصل بدون فکر کا لعلم الحاصل من الحواس الخمس [17]

ترجمہ: وہ علم جو حواس خمسہ سے حاصل ہو بغیر فکر کے یعنی ضروریات دین شریعت کا ایسا حکم جو بالکل بدیہی اور واضح ہو جو حواس خمسہ سے حاصل ہو جس میں فکر و نظر کی ضرورت نہ ہو۔

ضروریات دین کی اصطلاحی تعریف:۔

ضروریات دین کی تعریف علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے نزدیک۔

المراد باالضروریات علی ماأشتهرا فی الکتب ما علم کونہ دین محمد ﷺ باالضرورۃ بأن تو اترعنہ استفاض، وعلمتہ العامۃ کا لوحدانیۃ،والنبوۃ،وختمها بخاتم الأنبیاء [18]

ترجمہ: ضرورت دین سے مراد وہ امور ہیں جن کا دین محمد ﷺ سے ہونا بداہتہً معلوم ہو یعنی حضور ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہو اور اس حد تک مشہور ہو کہ عام لوگ بھی اسے کو جانتے ہو جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید، نبوت، اور ختم نبوت۔

ضروریات الدین کے بارے میں علامہ ابن الہمام کا موقف:

علامہ ابن الہمامؒ تحریر فرماتے ہیں۔

قد اختلف فی تکفیر المخالف بعد الإ تفاق علی ان ما کان من اصول الدین وضروریاتہ [19]

ترجمہ: اصول دین اور ضروریات دین میں اختلاف کرنے والے کے کفر ہونے پر اتفاق ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ضروریات دین کا مطلب یہ کہ دین کے وہ بنیادی مسائل و احکام جن کا علم اتنا عام و مشہور ہو جائے کہ جس کو ہر عامی شخص بھی جانتا ہو جیسے نماز، روزہ، قیامت کے قائم ہونے کا علم۔تو اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ باتیں مسلمانوں میں متوارث چلے آرہے ہیں ہر عامی سے عامی شخصکو بھی پتہ ہے اس لئے ضروریات الدین کے بارے میں علم کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ باتیں بہت واضح ہیں۔اسکے علاوہ شریعت کے کسی کام کی توہین اور تذلیل کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے جس کو استخفاف الدین کہا جاتا ہے۔

استخفاف:-

استخفاف خف سے بنا ہے -علامہ ابن الفہارس کہتے ہیں-

خف :یخالف الثقیل۔[۲۰]

ترجمہ: خف ضد ہے ثقیل کے

یعنی پست اور ہلکا، شریعت کے کسی حکم یا رکن کے توہین اور تذلیل کرنے کو استخفاف کہا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ جن چیزوں کو شریعت نے عزت و احترام بخشا ہے اس کو حقیر اور پست تصور کرنا مثلاً قرآن کی توہین کرنا اور اسکو حقارت کی نظر سے دیکھنا۔

۲۔ جن کاموں کو شریعت نے معاصی قرار دیا ہے اس پر سزا سنائی ہے جو سنگین جرائم ہے اس کو معمولی بات سمجھنا اور یا اعتقاد رکھنا یہ بھی شریعت کا استخفاف ہے-

استخفاف دین کے بارے میں علماء کی آراء-

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں۔

أعلم أأن من استخف باالقرآن أوالمصحف أأو بشئی منہ أأوسبھا أأوجحدہا أوحرفامنہ أأوآیتہ أأوکذب بہ أأ بشئی منہ أوکذب بشئی مماصرح بہ فیہ من حکم أأوخبر أأوثبت مانفاہ أأو نفی ماأأثبتہ علی من بذالکا أأوشک فی شئی من ذالک فھوکافر عندأأھل العلم باالاجماع[۲۱]

ترجمہ: جان لو جو شخص قرآن کریم مصحف یا اس کے کسی حصہ کا استخفاف کرے یا اس کی گستاخی کرے یا اس کا انکار کرے، اس کے کسی حرف آیات کا انکار کرے، جس حکم خبر وغیرہ کی تصریح قرآن نے کی ہے، اس کی تکذیب کرے، جس چیز کو قرآن نے نفی کی ہے، اس کو کوئی ثابت کرے، یا جس کو ثابت کیا ہے، کوئی جاننے کے باوجود اس کی نفی کرے، یا اس میں شک کرے تو تمام اہل علم کے اتفاق سے کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح گناہ کو حقیر سمجھنے اور استہانت کے بارے میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں-

و أما استحلال المعیصۃ بمعنی اعتقاد حلھا فکفر صغیرۃ کانت أو کبیرۃ وکذاالا ستھا نۃ بھا بمعنی عدھا ھینۃ تر تکب من غیرمبادلا ۃ وتجری مجدی المباحات[۲۲]

ترجمہ: استحلال اگر جائز سمجھنے کے معنی میں لیا جائے تو یہ کفر ہے، چاہیے گناہ کبیرہ کا استحلال ہو یا صغیرہ ،اسی طرح استہانت کا معنییے سستا اور ہلکا سمجھنا کہ سوچ و پرواہ کے بغیر مباح کام کا ارتکاب کرتا ہے۔

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ گناہ کو گناہ نہ سمجھنا استہانت اور استخفاف دین میں آتا ہے جو کفر تک آد می کو پہنچا دیتا ہے- استخفاف کے علاوہ دین کے کسی حکم کا استہزاء کرنے سے بھی آدمی کفر تک پہنچ جاتا ہے-

استہزاء:-

ہزء سے مشتق ہے مطلب ہے مذاق اڑانا- علامہ ابن فارس کے نزدیک- استہزاء:

یقال هزئ واستهزأ، إذاسخر-[۲۳]

ترجمہ: ہنسنا، کسی پر ہنسنا، مذاق اڑانا-

اصطلاحی معنی:-

معجم المصطلحات میں ہے

الهزل اللعب ،أوالسخرية أوالاستخفاف،إما بالله او باالقرآن او بالرسول او با سنة اواشعائر الله-[۲۴]

ترجمہ: ہنسنا، کھیلنا، مسخرہ کرنا، تحقیر کرنا، اللہ کے ساتھ یا قرآن کے ساتھ یا رسول کے ساتھ یا سنت کے ساتھ یا شعائر اللہ کے ساتھ-

غزوہ تبوک موقع پر کچھ منافقوں نے حضور ﷺ کی روم کی پیشن گوئی کا استہزاء کیا کہ رسول ﷺ روم و شام کے محلات کا خواب دیکھ رہے ہیں جبکہ وہ سخت جنگجو ہیں وہ ہمارے طرح نہیں ہیں- اللہ نے قران نے میں ان منافقوں کی استھزاء کو کفر قرار دے دیا- اللہ نے سورۃ التوبہ میں اس طرح بیان کیا-

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَـٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ-[۲۵]

ترجمہ: اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی، تو کہہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اس کے رسول سے تم ٹھٹھے کرتے تھے-

اس آ کے بعد آیت ٦٦ التوبہ میں اللہ نے "قد کفرتم" تم لوگوں نے کفر کی بتایا- اسی طرح التوبہ آیت نمبر ٦٦ کی احکام بیان کرتے ہوئے امام فخر الدین الرازی نے لکھا ہے-

أنالاستهزاءباالدين كان كفربالله وذالک لأن الاستهزاء يدل على الاستخفاف-[۲۶]

ترجمہ: تحقیق دین کے ساتھ استہزاء اللہ کے ساتھ کفر ہے کیونکہ استہزاء دلالت کرتا ہے استخفاف پر-

اسی طرح اس آیات سے ثابت ہوا کے شریعت کے کاموں کا مسخرہ بازی اور مذاق اڑانا کفر ہے-

خلاصہ بحث :

کفریاتو واعتقادی ہوتا ہے یا عملی- اعتقادی یہ ہے کہ کوئی کفریہ عقیدہ رکھنا- اس کے علاوہ اعتقادی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کسی گناہ کو حلال سمجھنا یا حلال کو حرام سمجھنا یہ بھی کفر ہے- اگر اس کو پتہ نہیں کہ یہ حکم شریعت کا ہے پھر کافر نہیں ہوتا اسی طرح ایک کفر قولی ہے مثلا کلمہ کفر کہنا قصداً یہ کفر ہے اگر غیر اختیاری کوئی کلمہ زبان سے نکلا تو کفر نہیں۔ ایک ہے کفر عملی یعنی کوئی کفر والا عمل کرنا اسی میں استخفاف دین اور استہزاء بھی شامل ہیں۔ یعنی قرآن، سنت، شعائر اللہ، دین کا کوئی حکم ہے اس کا مذاق اڑانا اور ہلکا سمجھنا- اسی طرح کسی کو بلا وجہ کافر کہنا بہت سخت گناہ ہے- اگر کسی نے کسی مسلمان کو کافر کہا اگر وہ کافر نہیں تھا تو یہ فتوی پلٹ کر اس پر آتا ہے اور وہ شخص خود کافر ہو جاتا ہے-

حوالہ جات

1 الزبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس، کویت، التراث العربی، ج14، ص50

2 ایضاً، باب الراء، ج14، ص52-

3 ابن منظور، افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار صادر، ج5، ص144

4 القاضی ابی بکر، محمد بن طیب، تمہید الاوائل و تلخیص الدلائل، بیروت، مؤسستہ الکتب، الثقافیہ، ص394

5 التھانوی، محمد اعلی، کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، بیروت، مکتبہ لبنان، ج2، ص1368

6 علامہ بدر الرشید، محمد بن اسمعیل، کتاب الفاظ کفر، مخطوطہ، لوحہ 3،

7 ابن الفہارس، ابی الحسن، احمد بن زکریا، معجم مقاییس اللغہ، دار الفکر، ج2، ص20

8 فرہاری، علامہ عبد العزیز، النبراس، کراتشی، مکتبہ بشری، ص545

9 علامہ، ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم، البحر الرائق، مع منحۃ الخالق، دار الکتب اسلامی، کتاب السیر، باب احکام المرتد الدین، ج5، ص132

10 علامہ، ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم، الأشباہ والنظائر، مع غمز عیون البصائر، بیروت، دار الکتب علمیہ، الفن الثالث، احکام الجھل، ص262

11 بیہقی، ابو بکر، احمد بن الحسین، السنن الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، کتاب الاشربہ ولحد فیھا، باب من وجد منہ ریح شراب أو لقی سکران، ج8، ص547، رقم17516

12 مائدہ93:5

13 قونوی، قاسم بن عبد اللہ، انیس الفقہاء، فی التعریفات الفاظ القران المتداولہ، بین الفقہاء، بیروت، دار الکتب علمیہ، باب الوتر ولنوافل، ص32

14 حصکفی، محمد بن علی، الدر المختار، بیروت، دار الکتب علمیہ، کتاب الطہارت، باب الحیض، ص44

15 التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح العقائد النسفیہ، کراتشی، مکتبۃ المدینہ، ص350

16 فرہاری، علامہ عبد العزیز، النبراس۔ کراتشی، مکتبہ بشری، ص544

17 مجموعۃ من المولفین، معجم المصطلحات، الریاض، مکتبہ الملک الفہد الوطنیہ، ج1، 1040

18 کشمیری، علامہ انور شاہ، اکفار الملحدین فی ضروریات الدین، پاکستان، المجلس العلمی، ص2

19 ابن الہمام، محمد بن عبد الواحد، المسامرہ، شرح المسائرہ فی العقائد المنجیۃ فی الاخرۃ، بیروت، دار الکتب، ص303

20 ابن لفہارس، ابی الحسن احمد بن زکریا، معجم مقاییس اللغہ، بیروت، دار الفکر، ج2، ص154

21 قاضی، ابی الفضل عیاض، الیحصبی، الشفاء بتعریف حقوق المصطفی مع حاشیہ، بیروت، دار الفکر، الباب الثالث فی حکم سب اللہ تعالی، فصل، ج2، ص304

22 التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح المقاصد فی علم کلام، دار المعارف النعمانیہ، ج2، ص270

23 ابن الفہارس، ابی الحسن احمد بن زکریا، معجم مقاییس اللغہ، بیروت، دار الفکر، ج6، ص52

24 مجموعۃ من المولفین، معجم المصطلحات، الریاض، مکتبہ الملک الفہد الوطنیہ، ج1، 160

25 القرآن: 2/ 65

26 الرازی، محمد فخر الدین ابن ضیاء الدین، مفاتیح الغیب، بیروت، دار الفکر، ج16، ص127